

2 ایس سی آر

سپریم کورٹ رپورٹس

839

17 جولائی 1961

از عدالت الاعظمیٰ

شری کنہیا لال لوہیا

بنام

انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال

(ایس۔ کے۔ داس، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

انکم ٹیکس۔ ہائی کورٹ کے حکم سے اپیل۔ طریقہ کار۔ ٹریبونل کے حکم سے اپیل۔ ہائی کورٹ کے حکم کو منظور کرتے ہوئے۔ قابل قبول اپیل۔ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11 آف 1922)، دفعات 66(1)، 66(2) اور 66(اے)۔

درخواست گزار نے کئی سالوں تک اپنے بھائی اور بھتیجے کی حمایت کی کیونکہ وہ کوئی کام نہیں کر رہے تھے۔ سال 1943 میں انہوں نے انہیں تقریباً 7,60,000 روپے کا تحفہ دیا حالانکہ انہیں بینک میں اپنا اکاؤنٹ زیادہ سے زیادہ وصول کرنا پڑا اور سود ادا کرنا پڑا یا رقم جمع کرنے کے لئے قرض لیا گیا۔ انہوں نے اپنے کچھ کاروبار بھی ان کو منتقل کیے۔ اس کی وضاحت یہ تھی کہ یہ تحفے ان دونوں افراد کو کاروبار میں لانے کے لئے بنائے گئے تھے۔ انکم ٹیکس افسر نے کہا کہ تحفے حقیقی نہیں تھے اور انہوں نے اپیل کنندہ کے ہاتھوں میں تمام کاروباروں کی آمدنی کا اندازہ لگایا۔ درخواست گزار نے اپنے کیس کی حمایت میں کچھ تاجروں کے خطوط پیش کیے تھے۔ ایسا ہی ایک شخص ایم تھا جس سے انکم ٹیکس افسر نے اپیل کنندہ کو نوٹس دیے بغیر پوچھ گچھ کی تھی۔ تاہم بعد میں ایم کے بیان کی ایک کاپی اپیل کنندہ کے وکیل نے لی اور ان کی درخواست پر ایم کو جرح کے لیے طلب کیا گیا لیکن مقررہ تاریخ پر اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی پیش نہیں ہوا جو غیر حاضر تھا۔

درخواست گزار نے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت ٹریبونل میں ایک عرضی دائر کی جس میں کہا گیا کہ نقائص کے متعدد سوالات کو ہائی کورٹ میں بھیجا جائے۔ ٹریبونل نے صرف ایک سوال کا حوالہ دیا جس نے دوسرے سوالات کا حوالہ دینے سے انکار کر دیا۔ ہائی کورٹ میں ٹریبونل کی طرف سے حوالہ کردہ سوال کا جواب اپیل کنندہ کے خلاف اس کے وکیل کے اعتراف پر دیا گیا تھا۔ بقیہ سوالات کے حوالہ کا حکم دینے کے لئے سیکشن 66(2) کے تحت بھی ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا تھا لیکن ہائی کورٹ نے درخواست مسترد کر دی۔ درخواست گزار نے ہائی کورٹ کے ان دونوں احکامات کے خلاف اپیل نہیں کی اور اس کے بجائے ٹریبونل کے احکامات کے خلاف اپیل دائر کی۔ درخواست گزار نے اس عدالت کے دو مقدمات یعنی ڈھا کیٹوری کاٹن ملز کیس اور بلڈ یوسنگھ کیس پر بھروسہ کیا اور دلیل دی کہ اس عدالت میں اپیل قابل ہے۔

کہا گیا کہ چندی پرساد چوہانی بمقابلہ ریاست بہار اینڈ انڈین ایلو مینیم کو، لمیٹڈ، اس عدالت کے فیصلوں کے پیش نظر اپیلیں نااہل تھیں۔

اس کے علاوہ ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف اپیل صرف انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(اے) کے تحت سپریم کورٹ کے سامنے لائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ ہائی کورٹ حوالہ دیے گئے سوال کا فیصلہ کرے اور آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اگر ہائی کورٹ بیان طلب کرنے سے انکار کرے۔ ہائی کورٹ کے فیصلوں کو منظور کر کے سپریم کورٹ میں براہ راست اپیل نہیں کی جاسکتی ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس معاملے میں نہ تو قدرتی انصاف کے اصولوں کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے اور نہ ہی ایسے حالات کی موجودگی ہے جو بلڈ رینگھ کی کاسٹ میں موجود ہیں۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جہاں کسی گواہ سے انکم ٹیکس افسر نے پوچھ گچھ کی ہو لیکن گواہ کے بیان کی ایک کاپی ٹیکس دہندہ کو فراہم کی جائے اور اسے گواہ سے جرح کرنے کا موقع دیا جائے تو فطری انصاف کے اصول کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔

چندی پرساد چوہانی بمقابلہ ریاست بہار (1962) 2 ایس سی آر 276 اور انڈین ایلو مینیم کمپنی لمیٹڈ انکم ٹیکس کمشنر (1959) کی سول اپیل نمبر 176، جس کا فیصلہ 24 اپریل 1961 کو کیا گیا اس کے بعد ہوا۔

ڈھاکہ کی شوری کاٹن ملز لمیٹڈ بنام کمشنز آف انکم ٹیکس (1955) 1 ایس سی آر 941 اور سردار بلدیونگھ
بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنز، دہلی اور اجمیر (1961) 1 ایس سی آر 482 نے وضاحت کی۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1960 کی دیوانی اپیل نمبر 347 تا 350۔

انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل، کلکتہ پنچ کے 18 جنوری 1953 کے فیصلے اور حکم کے تحت انکم ٹیکس اپیل
نمبر 7062-7064 اور سی پی ٹی اے نمبر 548 میں 1951-52 کی اپیلیٹ کی گئیں۔

درخواست گزاروں کی جانب سے این سی چٹرجی، اے وی دشوناتھ شاستری اور ڈی این مکھرجی
شامل ہیں۔

مدعا علیہ کے لئے کے این راج گوپال شاستری اور ڈی گپتا۔

17 جولائی 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ہدایت اللہ، : خصوصی رخصت کے ساتھ یہ اپیلیٹ ایک کنہیا لال لوہیا کی طرف سے دائر کی گئی
تھیں، جن کی ایپلوں کے زیر التواء ہونے کے دوران موت ہو گئی تھی، اور اب اس کی نمائندگی ان کی مرضی کے
تحت مقرر کیے گئے عملداری کرتے ہیں۔ ان ایپلوں کے ذریعے، جو کہ یکجا ہیں، اپیل کنندگان انکم ٹیکس اپیلیٹ
ٹریبونل (کلکتہ پنچ) کے 8 جنوری 1953 کے حکم پر سوال کرتے ہیں، جو اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنز کے حکم کے
خلاف محکمہ کی طرف سے دائر کی گئی ایپلوں میں ہے۔ ٹریبونل نے اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنز کے حکم کو پلٹ دیا اور انکم
ٹیکس آفیسر کو بحال کر دیا۔ کنہیا لال لوہیا نے دفعہ 66 (1) کے تحت ٹریبونل میں درخواستیں دیں، جس میں کئی
سوالات درج کیے گئے جن میں سے درج ذیل ہائی کورٹ کو بھیجا گیا:

کیا اس معاملے کے حالات میں جہاں انکم ٹیکس افسر ضلع III (2) نے برج لال نند کشور کے نام پر
چلنے والے کاروبار کو برج لال اور نند کشور پر مشتمل پارٹنرشپ فرم سے تعلق رکھنے والے کے طور پر الگ سے جانچا

ہے، انکم ٹیکس افسر، نان پکینز ای پی ٹی، ضلع ٹیکس دہندگان کے ہاتھوں میں اسی کاروبار سے ہونے والی آمدنی کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟

اس سوال کا جواب اس کے خلاف دیا گیا۔ کنہیا لال لوہیا نے دفعہ 66(2) کے تحت کلکتہ ہائی کورٹ میں دیگر سوالوں کے حوالہ کے لئے درخواست دی، لیکن ناکام رہے۔ ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف ان کی طرف سے کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی ہے جس میں ٹریبونل کو مقدمہ بتانے یا حوالہ دینے گئے سوال پر فیصلے کے خلاف حکم دینے سے انکار کیا گیا تھا، اور موجودہ اپیلیں ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہیں۔

ان اپیلوں کی سماعت کے دوران، ہم نے اپیل کنندگان کے وکیل سے پوچھا کہ چندی پرساد چوہانی بنام ریاست بہار (1962) (2 ایس سی آر 276) اور انڈین ایلو مینیم کو لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس (سول اپیل نمبر 176 آف 1959 فیصلہ کے تحت 24 اپریل 1961) میں اس عدالت کے حالیہ فیصلوں کے پیش نظر، یہ اپیلیں کیسے برقرار رکھنے کے قابل تھے، اگر ہائی کورٹ کے دو فیصلے حتمی ہو جاتے۔ مسٹر اے وی وشونا تھ ساستری نے ڈھلکشوری کاٹن ملز لمیٹڈ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر مغربی بنگال اور سردار بلد یونگھ بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر دہلی اور اجمیر کے فیصلوں پر انحصار کیا اور نشاندہی کی کہ ان معاملات میں اپیلیں ٹریبونل کے حکم سے لطف اندوز ہوئے، حالانکہ اس نے اپنی معمول کی بے تکلفی کے ساتھ تسلیم کیا کہ خاص حالات کا ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ یہ ایک ایسا کیس ہے جس میں اس طرح کے حالات موجود ہیں۔ ہم اپیلوں کو اسی نقطہ نظر سے دیکھیں گے، کیونکہ جب تک خصوصی حالات موجود نہ ہوں، مذکورہ بالا ہمارے حالیہ فیصلوں کے پیش نظر اپیلوں کو قابل نہیں سمجھا جانا چاہئے۔

کنہیا لال لوہیا، جو پٹن کے ایک خوشحال ڈیلر تھے، کا ہیڈ آفس کلکتہ میں تھا۔ انہیں کوئی مسئلہ نہیں تھا، اور ان کی فیملی میں ان کی بیوی، ان کے بھائی، برج لال لوہیا اور برج لال کے بیٹے، نند کشور لوہیا شامل تھے۔ کنہیا لال لوہیا کی جائیدادیں خود حاصل کی گئی تھیں، اور ان کا ہمیشہ ایک فرد کے طور پر جائزہ لیا جاتا تھا۔ انہوں نے رام نومی سال کے مطابق حساب کتاب رکھا۔ 14 اپریل 1943 سے یکم اپریل 1944 تک (تخمینہ سال 1944-45 کے مطابق) اکاؤنٹ سال کی واپسی میں انہوں نے اشارہ دیا کہ انہوں نے 1943 کے وسط میں مشرقی بنگال میں اپنے خریداری مراکز بند کر دیے تھے، جو نند کشور کے نام پر تھے، اور انہوں نے

12 جولائی کو اپنے بھائی کو 5,11,101 روپے تحفے میں دیے تھے۔ 1943 اور ان کے بھتیجے کو 30 ستمبر 1943 کو 2,50,000 روپے ملے۔ انہوں نے اپنے مشرقی بنگال کے کاروباری آمدنی صرف اس کاروبار کے بند ہونے تک دکھائی۔

برج لال اور نند کثور آپس میں پارٹنرشپ میں داخل ہوئے اور برج لال نند کثور کے نام اور انداز کے تحت ایک کاروبار شروع کیا۔ انہوں نے مشرقی بنگال میں خریداری مراکز پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے ”برج لال نند کثور“ کے نام سے بینکوں میں کھاتے کھولے، اور بالڈ جوٹ ایسوسی ایشن، اور جوٹ بالرز ایسوسی ایشن کے ممبر بن گئے، اور اپنے نام سے کاروبار کیا۔ 5 اگست 1953ء کو ان کے درمیان شراکت داری کا معاہدہ بھی عمل میں لایا گیا۔ کنہیا لال لوہیا اور برج لال نند کثور کا کاروبار ایک ہی انکم ٹیکس افسر کے دائرہ اختیار میں تھا۔ پارٹنرشپ فرم کے جائزے میں پارٹنرشپ کو دفعہ 22(2) اور دفعہ 34 دونوں کے تحت نوٹس جاری کیے گئے تھے اور پارٹنرشپ نے انکم ٹیکس ایکٹ کے دفعہ 26 اے کے تحت رجسٹریشن کے لیے بھی درخواست دی تھی، جسے منظور کر لیا گیا تھا۔ شراکت داری کا جائزہ 1945-46 اور 1946-47 کے سالوں کے لئے بھی لیا گیا تھا۔ کنہیا لال لوہیا کا جائزہ انکم ٹیکس افسر، نان کمپنیز انکم ٹیکس کم اضافی منافع ٹیکس ضلع نے مکمل کیا تھا، اور سال 1945-46 کے جائزے کے دوران 24 اگست، 1949 کو انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 22(4) کے تحت ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا، جس میں کلکتہ میں ہیڈ آفس اور برانچوں کے اکاؤنٹس بھی طلب کیے گئے تھے، جن میں ”برج لال نند کثور“ کے طور پر چلایا جا رہا کاروبار بھی شامل تھا۔ کنہیا لال لوہیا نے مذکورہ بالا حقائق کو ثابت کرتے ہوئے اکاؤنٹ کی کتابیں، بینک اسٹیٹمنٹ، ”برج لال نند کثور“ کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ اور دونوں ایسوسی ایشنوں کے ”برج لال نند کثور“ کی رکنیت کو ظاہر کرنے والے ثبوت پیش کیے۔ انہوں نے چار لوگوں کے خطوط بھی پیش کیے جن میں ایک شری اے ایل محمود بھی شامل تھا، جن سے انکم ٹیکس افسر نے کنہیا لال لوہیا کو نوٹس لیے بغیر پوچھ تاچھ کی تھی اور جن کا بیان بھی ریکارڈ کیا گیا تھا۔ کنہیا لال لوہیا نے اس طریقہ کار پر اعتراض کیا، لیکن انکم ٹیکس افسر پر الزام ہے کہ انہوں نے ان کے احتجاج پر کوئی توجہ نہیں دی، اور 31 مارچ، 1950 کو تخمینہ مکمل کر لیا گیا، اور ”برج لال نند کثور“ کے براہ راست کنٹرول میں آنے والی شاخوں کی آمدنی کنہیا لال لوہیا کی آمدنی کے ساتھ جمع کر دی گئی۔ انکم ٹیکس افسر نے کہا کہ یہ تحفے حقیقی نہیں تھے اور رکنین لین دین تھے۔ انہوں نے شری اے ایل محمود کے بیان پر بھروسہ کیا، جو اس وقت ریکارڈ کیا گیا تھا جب کنہیا لال لوہیا موجود نہیں تھے۔

اس تخمینے کے خلاف کنہیا لال لوہیا نے اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر سے اپیل کی جس کے سامنے معروف کاروباریوں کی جانب سے دو اور خطوط دائر کیے گئے۔ اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر نے ان خطوط کو قبول کیا جو دائر کیے گئے تھے، اور کہا کہ تحفے ثابت ہوتے ہیں اور حقیقی ہیں اور کنہیا لال لوہیا کے تخمینے سے ”برج لال نند کٹور“ کی آمدنی کو خارج کرنے کی ہدایت دی۔ اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر کا حکم 27 دسمبر 1951 کو سنایا گیا۔ محکمہ نے اپیلیٹ انکم ٹیکس ٹریبونل، کلکتہ بیچ میں اپیل کی۔ ٹریبونل نے اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر سے اختلاف کیا اور 8 جنوری 1953 کو فیصلہ دیا کہ تحفے ٹیکس دہندگان کی طرف سے ناقابل تردید ثبوتوں سے ثابت نہیں کیے گئے تھے، اور یہ کہ ”برج لال نند کٹور 1“ کی آمدنی کو جائزے میں صحیح طور پر شامل کیا گیا تھا۔ دفعہ 66(1) اور دفعہ 66(2) کے تحت درخواستیں بالترتیب ٹریبونل اور ہائی کورٹ میں دی گئیں۔ ٹریبونل نے ایک سوال کا حوالہ دیا، لیکن دوسرے سوالات کا حوالہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد دفعہ 66(2) کے تحت ہائی کورٹ کا رخ کیا گیا لیکن کامیابی نہیں ملی۔ ہائی کورٹ نے ٹریبونل سے اتفاق کیا اور کنہیا لال لوہیا کے خلاف بھیجے گئے سوال کا جواب دیا۔ ہائی کورٹ کے سامنے کنہیا لال کے وکیل ڈاکٹر پال نے اعتراف کیا کہ وہ محکمہ کے خلاف پوچھے گئے سوال کا جواب دینے کے لئے عدالت کو راضی نہیں کر سکے، اور ایسا لگتا ہے کہ محکمہ نے ہائی کورٹ کے سامنے یہ مان لیا تھا کہ ”برج لال نند کٹور“ کا تخمینہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد کنہیا لال لوہیا نے 8 جنوری 1953 کے ٹریبونل کے حکم کے خلاف موجودہ اپیل دائر کی۔

اس عدالت نے چندی پرساد چوڑانی بنام ریاست بہار (1962) (2 ایس سی آر 276) اور انڈین ایلو مینیم کو لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس (سول اپیل نمبر 176 آف 1959 فیصلہ کے تحت 24 اپریل 1961) کیس کی نشاندہی کی ہے، نے کہا کہ جن دو معاملوں میں اس عدالت نے ٹریبونل کے اپیلیٹ احکامات میں مداخلت کی اور ہمارے سامنے بھروسہ کیا، وہ ایک خاص نوعیت کے تھے۔ دکھیشوری کاٹن ملز کیس (1955) (1 ایس سی آر 941) میں قدرتی انصاف کے اصول کی خلاف ورزی کی گئی تھی، اور یہ ایک متاثرہ فریق کو آرٹیکل 136 کے تحت ٹریبونل کے اپیلیٹ آرڈر کے خلاف اس عدالت میں آنے کا حق دینے کے لئے کافی تھا۔ بلدیو سنگھ کے معاملے میں اس عدالت نے ٹریبونل کے اپیلیٹ آرڈر کے خلاف اپیل پر غور کیا، کیوں کہ متعلقہ ٹیکس دہندگان کی غلطی کے بغیر دیگر اقدامات کرنے کی حد روک دی گئی تھی۔ ان میں سے ہر معاملے میں تناسب یہ ہے کہ ایک ایسی صورتحال جسے کیس کے بیان پر قانون کے بیان کردہ سوال کے طریقہ کار کے ذریعہ درست نہیں کیا جاسکتا ہے وہ آرٹیکل 136 کے تحت عدالت کے دائرہ اختیار کو

استعمال کرنے کی بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔ اس تناسب کا اطلاق نہیں ہوتا، جہاں قانون کا سوال اٹھایا جاسکتا ہے، اور اس کا جواب ہائی کورٹ یا اپیل پر دیا جاسکتا ہے، اس عدالت کے ذریعے، ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف اپیل کی جاسکتی ہے جس میں حوالہ دیے گئے یا بیان دینے سے انکار کرنے والے سوال کا فیصلہ کیا گیا ہو، دفعہ 66 اے کے تحت اس عدالت کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہائی کورٹ آرٹیکل 136 کے تحت پوچھے گئے سوال کا فیصلہ کرتا ہے، اگر ہائی کورٹ بیان طلب کرنے سے انکار کرتا ہے۔

موجودہ معاملے میں مذکورہ سوال پر ہائی کورٹ کا حکم ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ میں بیان کردہ عام طریقے سے اس عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا گیا تھا، شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ وکیل کی رعایت کی وجہ سے کہ وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ سوال کا جواب ٹیکس دہندگان کے حق میں دیا جائے اور محکمہ کاروبار کو یہ کہ ”برج لال نند کشور“ کا تخمینہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ حوالہ دیے گئے سوال کے علاوہ دیگر سوالات پر بیان طلب کرنے سے انکار کرنے کے حکم پر بھی ہمارے سامنے سوال نہیں اٹھایا گیا ہے۔ کوشش یہ ہے کہ اس معاملے کو ڈھکی چوری کاٹن ملز کیس کے تناسب میں لایا جائے اور اس کی حمایت میں بنیادی طور پر اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ کنہیا لال لوبیا کی غیر موجودگی میں شری اے ایل مجنمدار کا امتحان قدرتی انصاف کے اصولوں کے خلاف تھا۔ جناب اے ایل مجنمدار کا بیان 28 مارچ 1950 کو لیا گیا تھا اور یہ درج ذیل ہے:

انہوں نے کہا، مسٹر مجنمدار سے میں نے پوچھا ہے کہ برج لال اور نند کشور کے حق میں کنہیا لال لوبیا کی کتابوں میں درج مبینہ تحفے کے بارے میں کیا معلوم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے چیزیں واضح طور پر یاد نہیں ہیں لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ برج لالی یا نند کشور کو تحفے میری موجودگی میں نہیں دیے گئے تھے جیسا کہ الزام لگایا گیا تھا۔ مسٹر کنہیا لال لوبیا مجھ سے کہا کرتے تھے کہ ان کے بھائی اور بھتیجے اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں اس لئے میں انہیں ایک تحفہ دوں گا اور اس پیسے سے ان سے کام کرواؤں گا۔

پارٹرشپ ڈیڈ شاید میں نے تیار کیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ تحفہ برج لالی اور نند کشور کو دیا گیا تھا اس سے پہلے کہ مجھے دستاویز کا مسودہ تیار کرنا چاہئے تھا۔ کنہیا لال نے مجھ سے کئی بار کہا کہ وہ اپنے بھائی اور بھتیجے کو الگ کرنا چاہتا ہے۔ جب فرم شروع ہوئی تو برج لال میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا باپ اور بیٹے کی پارٹرشپ ڈیڈ تیار کی جاسکتی ہے۔

میں اس معاملے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔

کنہیا لال لوہیا کے بیان پر شری مجومدار کے ذریعے دیئے گئے جھوٹ نے ان کی ساکھ کو متاثر کیا ہے۔ آرڈر شیٹ سے پتہ چلتا ہے کہ مسٹر بی سین گپتا نے شری مجومدار کے بیان کی ایک کاپی لی اور ان سے جرح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن جب موقع دیا گیا تو وہ حاضر ہونے میں ناکام رہا۔ ان حالات میں یہ سوچنا ناممکن ہے کہ قدرتی انصاف کے اصولوں کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ 29 اور 30 مارچ، 1950 کی آرڈر شیٹ میں مسٹر بی سین گپتا کی غیر موجودگی کو واضح طور پر درج کیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں، اس معاملے میں قدرتی انصاف کے اصولوں کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہے تاکہ اپیل کنندگان کو ڈھاکیشوری کاٹن ملز کیس (1955) (1 ایس سی آر 941) میں فیصلے کا اطلاق کرنے کا حق دیا جاسکے۔

ہمارے سامنے یہ دلیل دی گئی تھی کہ ٹریبونل کا فیصلہ غلط تھا، اور مجموعی حالات کا جائزہ لینے پر، یہ بالکل واضح ہے کہ تحفے نہ صرف حقیقی تھے، بلکہ ان پر عمل کیا گیا تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جو حتمی فیکٹ فائونڈنگ انتھارٹی کے طور پر اپیلٹ ٹریبونل کے دائرہ اختیار میں تھا۔ ٹریبونل نے پیش کیے گئے ثبوتوں کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے اپنے اختیارات کے اندر رہتے ہوئے کام کیا، اور کیس کے حالات کو دیکھتے ہوئے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ نتیجہ غلط طریقے سے پہنچا گیا ہے۔ کئی سالوں تک بھائی اور بھتیجے کو کنہیا لال لوہیا کی حمایت حاصل تھی اور ایسا نہیں لگتا کہ انہیں ٹانگوں پر لگانے کے لیے ایک چھوٹی سی رقم کا بھی تحفہ دیا گیا ہو۔ سال 1943 میں اچانک کنہیا لال لوہیا نے 7,60,000 روپے کے آرڈر کا تحفہ دے کر انہیں کاروبار میں شامل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لیے انہیں بینک میں اپنے اکاؤنٹس کو اوور ڈرا کرنا تھا اور بینک کو سود ادا کرنا تھا۔ ایسا نہیں لگتا کہ انہوں نے کیوں محسوس کیا کہ کاروبار میں ان کے بھائی اور بھتیجے کا قیام اتنے بڑے پیمانے پر کیا جانا چاہیے، جس سے وہ قرضوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس صورت حال کو اس حقیقت کے ساتھ لیا جائے کہ مسٹر مجومدار نے کہا کہ انہوں نے ہمیشہ شکایت کی ہے کہ وہ کسی چیز کے لئے اچھے نہیں ہیں اور بیکار ہیں، لیکن دین کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ یہ ممکنہ طور پر کنہیا لال لوہیا کے ہاتھوں میں قابل تخمینہ منافع کو کم کرنے کے مقصد سے کیا گیا تھا، اور ثبوتوں کی بنیاد پر، ٹریبونل کو یہ کہنے کا حق تھا، جیسا کہ اس نے کیا تھا، کہ یہ ایک جعلی لین دین تھا۔ ہماری رائے میں ایسے کوئی خاص حالات موجود نہیں ہیں جن پر اپیل گزار ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف اس عدالت میں آنے کا دعویٰ کر سکیں، حوالہ دیئے گئے سوال پر ہائی کورٹ کا فیصلہ سنا کر اور ہائی کورٹ کو ان سوالات پر ٹریبونل سے کیس کا بیان طلب کرنے کی ضرورت ہے جن پر ٹریبونل نے ہائی کورٹ کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ لہذا یہ

اپیلیں چندی پرساد چوہانی بنام ریاست بہار (1962) 2 ایس سی آر 276) اور انڈین ایو مینیم کولمیٹڈ
بنام کمشنر آف انکم ٹیکس (سول اپیل نمبر 176 آف 1959 فیصلہ کے تحت 24 اپریل 1961)
میں اس عدالت کے فیصلوں کے اندر ہیں اور انہیں نا اہل سمجھا جانا چاہئے۔

اپیلوں کو ایک سیٹ کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔